سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۳۳

تجلیاتِ الٰہیہ کی غیر فانی لذت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سلسلۂ مواعظ حسنہ نمبر ۱۳۳

تجلیاتِ الٰہیہ کی غیر فانی لذت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : تجلیاتِ الٰہیہ کی غیر فانی لذت

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲؍شوال المکرم ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۳؍جولائی ۱۹۸۲ء بروز جمعۃ المبارک

ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۴ مارچ ۲۰۱۵ء بروز بدھ

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080 اور +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

عنوانات

❁❁❁❁

اے مرے خالقِ حیات

نفس کا جو غلام ہے غرق ہے وہ گناہ میں
کیوں نہ کہوں کہ زندگی کتنی ہے اس کی واہیات

اُس کا سکون چھن گیا کتنی ہے تلخیٔ حیات
جس نے چکھے ہیں دوستو فانی بتوں کے نمکیات

توبہ کریں گناہ سے لیکن ہو صدقِ دل سے بھی
حشر میں ہوں گے فائزوں بیبیاں ہوں گی فائزات

ہیں تو خدا سے دور دور لیکن زباں پہ ہے ضرور
دعویٔ علمِ ارضیات دعویٔ علمِ فلکیات

جس کو خدا نے بخش دی لذتِ ذکر فضل سے
اخترؔ وہ پا گیا ہے بس حاصلِ لطفِ کائنات

اخترؔ

تجلیاتِ الٰہیہ کی غیر فانی لذت

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ ٭ۖ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۸۷﴾[1]

آیتِ کریمہ کی کرامت

حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کو جب مچھلی نے نگل لیا تو وہ تین اندھیروں کے غم میں مبتلا ہوگئے، ایک رات کا اندھیرا، دوسرے دریا کے پانی کا اندھیرا اور تیسرے مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ یونس کی تفسیر میں فرمایا کہ میں نے خود اس سمندر کو جاکر دیکھا ہے جہاں مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگلا تھا، واقعی اس سمندر میں اتنی بڑی مچھلیاں ہیں جو انسانوں کو نگل سکتی ہیں۔

جب مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگلا تھا فَالۡتَقَمَہُ الۡحُوۡتُ[2] تو فوراً اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تم نے میرے نبی کو نگل تو لیا ہے لیکن خبردار! اس کو پیبنا مت۔ جب ہم روٹی کھاتے ہیں تو معدہ اسے پیبنا شروع کردیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ تم نے میرے حکم سے انہیں نگل تو لیا ہے لیکن میرا یہ پیغمبر تمہارے پیٹ میں ہماری امانت ہے، یہ تمہاری غذا نہیں ہے، ہم نے تمہیں پیسنے کی اجازت نہیں دی، صرف نگلنے کی اجازت دی ہے کیوں کہ ہم نے ان کو تمہارے پیٹ میں معراج عطا کرنی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے جس کو چاہیں

---

[1] الانبیآء:۸۷

[2] الصّٰفّٰت:۱۴۲

عرش پر معراج عطا فرمائیں اور جس کو چاہیں مچھلی کے پیٹ میں معراج عطا فرمادیں۔ جب مچھلی کے معدے کو اللہ کا حکم ہوا تو اس کی ساری مشینری رُک گئی اور حضرت یونس علیہ السلام اس کے اندر صحیح و سلامت رہے۔ وہ مچھلی آپ کو لے کر سمندر کی تہہ میں زمین تک پہنچ گئی جہاں کنکریاں پڑی ہوئی تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کنکریوں کو حکم دیا کہ تم یہ تسبیح پڑھو لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ تاکہ ہمارا پیغمبر بھی تمہاری آواز سن کر یہ تسبیح پڑھنے لگے۔ جب حضرت یونس علیہ السلام نے دیکھا کہ کنکریاں یہ تسبیح پڑھ رہی ہیں تو آپ بھی اسے پڑھنے لگے، جب انہوں یہ تسبیح پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ [۳] ہم نے ان کی دعا قبول کرلی، ان کو غم سے نجات دی، اور قیامت تک ہم ایمان والوں کو اس وظیفے کی برکت سے نجات دیتے رہیں گے۔ اس تسبیح کے پڑھتے ہی اللہ نے ان پر اپنا فضل فرمادیا اور مچھلی کو حکم ہوا کہ اب ان کو اُگل دو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں کہ یہ کلمہ حضرت یونس علیہ السلام کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ جو مؤمن قیامت تک مجھے پکارے گا، اپنے غم میں مجھے یاد کرے گا ہم اس کو غم سے نجات دے دیں گے۔ اگر ہم اپنے غم میں، اپنی پریشانی میں اس وظیفے کو پڑھیں تو ان شاء اللہ! اس کی برکت سے ہمارے سب غم دور ہو جائیں گے، خصوصاً دو رکعت صلوٰۃ الحاجات پڑھ کر اس کو ایک سو گیارہ دفعہ پڑھ لیں، بعضوں نے سوا لاکھ کا وظیفہ بھی پڑھا ہے جس کے جیسے حالات ہوں کسی اللہ والے کے مشورے سے اسی کے مطابق پڑھیں۔ اس آیت میں سالکین کے لیے بھی کچھ تعلیم ہے جو میں پیش کرتا ہوں۔

باطل خداؤں سے مدد طلب کرنا شرک ہے

اس آیت میں پہلے لَآ اِلٰهَ ہے، عربی میں اِلٰهَ کے معنیٰ محبوب کے ہیں، جس سے محبت اور بہت زیادہ تعلق ہو جائے، چوں کہ کافروں کو بتوں سے بہت محبت تھی اس لیے ان کو اِلٰهَ کہتے تھے۔ کسی کو پتھر کے بتوں سے محبت ہوتی ہے اور کسی کو انسان کی زندہ صورتوں سے محبت

[۳] الانبیآء:۸۸

ہوتی ہے، پتھر کے بت بھی باطل خدا اور غیر اللہ ہیں اور یہ حسین بھی باطل خدا اور غیر اللہ ہیں، فرق یہ ہے کہ وہ باطل خدا مردہ ہیں، پتھر کے ہیں اور یہ جو حسین لڑکیاں اور حسین لڑکے چلتے پھرتے ہیں یہ بھی باطل خدا زندہ ہیں، باطل ہونے میں تو دونوں مشترک ہیں فرق صرف یہ ہے کہ کوئی مردہ ہے، پتھر ہے اور کوئی زندہ ہے، چلتا پھرتا جاندار ہے، اللہ کے راستے میں دونوں خطرناک ہیں۔ ان حسینوں سے دل لگانا بھی ایک قسم کا شرک ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾[۴]

بہت سے لوگ ایمان والے ہیں لیکن مشرکین ہیں، ایمان صرف نام کا ہے۔ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نازل ہوئی جبکہ بہت سے لوگ اللہ کو تو مانتے تھے لیکن کہتے تھے کہ اللہ کے ساتھ جو دوسرے بت ہیں ہم ان کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ چناں چہ حج کے زمانے میں وہ لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ کے بعد کہتے تھے اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَكَ تُمَلِّکُهٗ وَمَا مَلَكَ لیکن وہ شریک جن کو آپ نے کچھ اختیار دیا ہے یعنی بتوں کے اختیارات مانتے تھے جیسے پانی برسانا کسی بت کے ہاتھ میں دے دیا، اولاد دینا کسی اور بت کے ہاتھ میں دے دیا۔ تو وہ تلبیہ میں لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ کے بعد کہتے اِلَّا شَرِیْکًا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اِلَّا نہ لگاؤ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ کہو۔[۵]

شرک کی اقسام

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شرک کی بہت سی قسمیں ہیں۔ جو نیک عمل دوسروں کو دکھانے کی غرض سے کیا جائے، لوگوں کے دلوں میں اپنے کو صوفی اور حقیر و درویش دکھانے کے لیے کیا جائے، ویسے تو روز دو رکعت نفل پڑھتا تھا لیکن جب کوئی رشتہ دار آگیا تو چھ رکعات پڑھ لیں، پہلے رکوع میں تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھتا تھا اب دیکھا کہ کوئی رشتہ دار آگیا تو پانچ پانچ، سات سات مرتبہ پڑھ رہا ہے۔ اگر تم اللہ کے لیے پڑھ رہے تھے تو روز

---

۴ یوسف:۱۰۶

۵ الصحیح لمسلم:۱/۳۷۶، باب التلبیۃ وصفتھا ووقتھا، ایچ ایم سعید

سات مرتبہ کیوں نہیں پڑھتے؟ معلوم ہوا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ میرا رشتہ دار یہ سمجھے کہ یہ بہت بڑا صوفی اور ولی اللہ ہے، بڑا پہنچا ہوا بزرگ ہے، دیکھو سات سات مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھ رہا ہے۔ تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں یُرَاؤُنَ النَّاسَ اَیْ وَهُمْ یَقْصُدُوْنَ اَنْ تُرٰی اَعْمَالُهُمْ وَالنَّاسُ یَسْتَحْسِنُوْنَهَا[٦] جو اپنا عمل مخلوق کو دکھا کر عزت حاصل کرنے کی غرض سے، فقیری چمکانے کی نیت سے کرے یہ بھی مشرک ہے۔ (یہاں ریا کو جو شرک کہا گیا ہے یہ شرکِ اصغر ہے، اس سے مراد وہ اعتقادی شرک نہیں ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ[٧] کہ اللہ تعالیٰ مشرک کی کبھی مغفرت نہیں فرمائیں گے، اعتقادی شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں اللہ کے سوا کسی اور کو بھی شریک کیا جائے مثلاً ان سے اولاد مانگی جائے یا رزق وغیرہ طلب کیا جائے یا ان کی کسی بھی درجے میں عبادت کی جائے، مثلاً سجدہ وغیرہ کیا جائے، چاہے وہ بت ہوں یا پیر اور اولیاء اللہ، انسان ہوں یا جن، فرشتے ہوں یا کوئی اور مخلوق، ان کی کسی بھی درجے میں نہ تو عبادت کی جائے اور نہ ہی ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا جائے، ہمارے مشکل کشا اور حاجت روا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہیں۔

وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے
جسے تو مانگتا ہے اولیاء سے

خدا فرما چکا قرآں کے اندر
مرے محتاج ہیں سب پیر و پیمبر

تو مخلوق کو دِکھانے کی نیت سے اللہ کی عبادت نہ کرو، جتنی نفل روز پڑھتے ہو اتنی ہی پڑھو، مخلوق کے خوف سے نہ تو نیک عمل چھوڑو کہ روز جو دو رکعت پڑھتے تھے وہ بھی چھوڑ دی کہ رشتے دار آئے ہوئے ہیں کہیں دیکھ نہ لیں اس لیے آج نفل نہیں پڑھیں گے تو یہ بھی شرک ہے، جیسا مخلوق کو دکھانے کے لیے عبادت کرنا شرک ہے ویسا ہی مخلوق کے خوف سے نیک

[٦] روح المعانی:٥/١٧٦، النساء (١٤٢)، دار احیاء التراث، بیروت
[٧] النساء:٤٨

عمل چھوڑنا بھی شرک ہے، جتنا نیک عمل روز کرتے ہو اتنا ہی کرو، اور اللہ سے کہہ دو کہ اے اللہ! میں تو روزانہ دو رکعت پڑھتا ہوں، آج یہ رشتہ دار آگیا، لہٰذا آج بھی آپ کی عبادت نہیں چھوڑوں گا۔ یہ شخص مخلص ہے۔

رِیا کا گناہ اور علاج

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے گھر میں عبادت کر رہے تھے، اچانک کوئی رشتہ دار آگیا اور ان کا دل خوش ہو گیا کہ یہ جو رشتہ دار آیا ہے یہ سوچے گا کہ یہ تو بڑا اللہ والا ہے مگر فوراً ان کو خدا کا خوف بھی ہوا کہ میرا دل خوش ہوا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ شرک ہو گیا ہو، کہیں دِکھاوا نہ ہو گیا ہو۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آج میں اپنے گھر میں تنہائی میں عبادت کر رہا تھا لیکن ایک رشتے دار نے مجھے عبادت کی حالت میں دیکھ لیا اور اس سے میرا دل خوش ہو گیا تو اس کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ کیا میرا عمل ضایع ہو گیا؟ کہیں یہ ریا تو نہیں ہو گئی؟ تو آپ نے فرمایا رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ! لَكَ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَ اَجْرُ الْعَلَانِيَةِ[۸] اے ابو ہریرہ! تجھ پر اللہ کی رحمت ہو، تجھے تو دُہرا اجر ملے گا۔ پوشیدہ عبادت کا بھی ثواب ملے گا اور تیرے دوست نے جو دیکھ لیا اس کا بھی ثواب ملے گا یعنی کھلم کھلا عبادت کا ثواب بھی ملے گا کیوں کہ تمہاری نیت اس کو دکھانے کی نہیں تھی تم تو روزانہ وہ عبادت کرتے ہو۔

لہٰذا جو وظیفہ آپ روز پڑھ رہے ہوں، چاہے کوئی رشتے دار آجائے، چاہے جنرل آجائے، چاہے وزیر اعظم آجائے، گورنر آجائے کوئی بھی آجائے اس کو مت چھوڑو۔ لیکن اس دن کسی کو دیکھ کر اس کو بڑھاؤ بھی مت کہ آج گورنر صاحب آئے ہیں چلو دس بیس رکعات اور پڑھ لو تا کہ ان سے کوئی کام پڑے تو رعب جماؤں کہ وہی آیا ہے جس کو تم نے بیس رکعات پڑھتے ہوئے دیکھا تھا، کسی کو دیکھ کر اپنی عبادات میں اضافہ بھی مت کرو اور جو کر رہے ہو اس کو چھوڑو بھی مت۔

---

۸ شرح السنۃ للبغوی: ۳۲۸/۱۴ (۴۱۴۱)، المکتب الاسلامی، دمشق، بیروت

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ جس طرح مخلوق کو دکھانے کے لیے کسی عمل کو بڑھانا، کسی وظیفے کو بڑھانا شرک ہے ایسے ہی مخلوق کے لیے کسی عمل کو چھوڑ دینا یہ بھی شرک ہے۔

حسینوں کو اپنی طرف مائل کرنا حرام ہے

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اللہ کی عبادت تو بڑی چیز ہے، کوئی بے پردہ عورت دکاندار کے پاس آگئی یا کسی لڑکی نے پوچھ لیا کہ مولانا مجھے فلاں مکان پر جانا ہے، اس کا راستہ کدھر ہے؟ تو اگر اس وقت آپ نے اپنی داڑھی ٹوپی ٹھیک کرلی تو یہ بھی شرک ہے کیوں کہ تم نے اس حسین کا دل خوش کرنے کے لیے اپنی داڑھی ٹوپی اور بال ٹھیک کیے ہیں۔ یہ آپ نے پہلے کیوں نہیں ٹھیک کیے؟ معلوم ہوا کہ اس حسین کے دل میں اپنی رغبت بڑھانے کے لیے، اس کا دل خوش کرنے کے لیے، کسی اَمرد یا نامحرم کو، چاہے خالہ کی بیٹی ہو، چچا کی بیٹی ہو، جن سے شریعت نے پردہ واجب کیا ہے اور جن کو دیکھنا حرام فرمایا ہے ان کا دل خوش کرنے کے لیے اپنی داڑھی ٹوپی کو درست کرنا اور آواز کو نرم کرکے بولنا، مسکرا کر بولنا، بڑے اخلاق دکھلانا یہ سب شرک ہے۔ ایسے وقت میں تو آواز کو سخت کرنے کا حکم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہورہا ہے فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ[۹] اے نبی کی بیویو! نامحرم مردوں سے بات کرتے وقت اپنی آواز کو اس کی فطری حالت پر نرم نہ رکھو بلکہ تکلف سے بھاری کرلو۔ اگر کوئی صحابی پوچھتا ہے کہ اے ہماری مائیں! کچھ سودا منگوانا ہے؟ تو نبیوں کی بیویوں کے لیے جو تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اللہ کا حکم ہورہا ہے کہ دیکھو آواز کو نرم نہ کرنا، اس کو تکلف سے بھاری کرلو۔ اسی طرح اگر مردوں کو کسی ضرورت کی وجہ سے نامحرم عورتوں سے بات کرنی ہو تو آواز کو بھاری کرکے بولیں، سخت مردانی آواز میں بولیں، آواز کو زیادہ بنا سنوار کر بات نہ کریں۔

ایک دفعہ میں ایک مِل میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک لڑکی کا ٹیلی فون آیا، آپریٹر نے عورتوں

---

۹ الاحزاب:۳۲

کی آواز بنا کر اس کو ہیلو کہا۔ میں نے کہا کہ بھائی تم نے ایسی آواز کیوں بنائی؟ کہنے لگا کہ ہم کو حکم ہے کہ تم عورتوں کی طرح آواز بناؤ، مردانی آواز سے نہ بولو، اس سے کانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ تو آج کل طریقہ یہی ہے، اسی لیے دکانوں اور ٹیلی فون پر لڑکیاں رکھتے ہیں، کسی بھی دفتر میں جائیے سب سے پہلے جنابہ سے ملاقات ہوگی، جناب سے ملاقات تو بعد میں ہوگی، جنابہ پہلے بیٹھی ہوتی ہیں۔ جس چیز کو شریعت نے اتنا منع کیا ہے کہ عورت کے آگے بھی شیطان اور پیچھے بھی شیطان ہوتا ہے، اس کو نہ سامنے سے دیکھو نہ پیچھے سے دیکھو، اگر عورت جا رہی ہو تو اس کو پیچھے سے بھی نہ دیکھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عورت جب **مُقْبِلَۃٌ** ہوتی ہے، آنے والی ہوتی ہے تو بھی اس پر شیطان ہوتا ہے اور جب **مُدْبِرَۃٌ** ہوتی ہے، جانے والی ہوتی ہے تو اس کے پیچھے بھی شیطان ہوتا ہے۔ تو شیطان دشمن سے ملاقات کیوں کرتے ہو۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی تعلیمات کو دیکھو، میں نے آج تک روئے زمین پر نفس کی دیکھ بھال اور نفس کی شرارت سے آگاہ کرنے والا ایسا اللہ والا عالم نہیں دیکھا جو اس قدر باریک باتیں بتائے، ورنہ آج ایسی کوئی کتاب ہو تو لا کر مجھے دکھاؤ، میں اس کا شکریہ ادا کروں گا، انکار نہیں کروں گا، فوراً قبول کرلوں گا کہ جس کتاب میں یہاں تک لکھا ہو کہ اگر کسی نامحرم عورت سے کوئی راستہ پوچھے یا دفتر میں کہیں ملاقات ہو جائے یا ٹکٹ لینے گئے اور دیکھا کہ نامحرم عورت ٹکٹ دے رہی ہے، وہاں داڑھی ٹوپی بال وغیرہ ٹھیک کرلیے تو معلوم ہوا کہ آپ اس کے دل میں اپنے کو ذرا اچھا کرکے دکھانا چاہتے ہو۔ ان باتوں سے حکیم الامت نے آگاہ فرمایا ہے کہ کسی حسین کو چاہے مرد ہو یا عورت ہو اس کو خوش کرنے کے لیے لباس کو سنوارنا، آواز کو سنوارنا، وضع قطع کو درست کرنا غیر اللہ سے دل لگانا ہے، شریعت نے اس کو حرام قرار دیا ہے، یہ عمل جائز نہیں ہے۔ اپنے نفس کی اس بیماری پر خوب غور کرو۔

غیر اللہ سے تخلّی کے بغیر دل میں اللہ کی تجلّی محال ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ میں یہ مضمون ہے کہ جب تک تمہارا دل غیر اللہ سے نہیں کٹے گا تم کو مقام **اَنْتَ** حاصل نہیں ہوگا۔ **اَنْتَ** کے معنٰی ہیں آپ، عربی زبان میں **اَنْتَ** کی ضمیر حاضر کے لیے بولتے ہیں، **لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ** یعنی نہیں ہے کوئی معبود مگر آپ۔ جیسے آپ لوگ

بھی اُسے آپ کہتے ہیں جو سامنے نظر آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اگر تم اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک کرلو تو ہم تم کو اتنا بڑا ایمان دیں گے کہ تمہارے سامنے ہو جائیں گے، تمہارا یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ[۱] برائے نام رہ جائے گا۔ اس آیت میں گویا اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی ہے کہ اگر تم اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک کرلو اور یہ سڑکوں پر جتنے حسین پھر رہے ہیں لَآ اِلٰہَ کی تلوار سے انہیں قربان کر دو۔ یہ قربانی کے دنبے اور بکرے ہیں، ان کو لَآ اِلٰہَ کی تلوار سے ذبح کر دو۔ قربانی سے قرب ملتا ہے یا نہیں؟ لہٰذا اس قربانی سے گھبراؤ مت۔

نظر کی حفاظت کے لیے تمثیلات

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کراچی سے بھاگ جانے کو دل چاہتا ہے، یہاں بڑی بے پردگی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر قربانی کے دنبے زیادہ مل جائیں تو کیا ڈرنا چاہیے؟ انہیں ذبح کرنے میں تھوڑی سی محنت تو لگے گی لیکن اللہ کا قرب بھی تو بڑھے گا۔ اگر قربانی کے دنوں میں آپ کے پاس ایک دنبہ ہے، اور کسی نے مزید تین دنبے آپ کو اور ہدیہ کر دیے اور پھر دو تین گائے بھی دے دیں کہ بھائی انہیں بھی قربان کر دو تو آپ ناراض ہوتے ہیں یا خوش ہوتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ کراچی سے بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے، اللہ نے یہاں قربانی کے دنبے اور بکرے اور گائے زیادہ دی ہیں جو سڑکوں پر بکھری ہوئی ہیں، جب یہ سامنے آجائیں تو نگاہ نیچی کرلو اور ان کو اپنے قلب میں مت آنے دو، اس طرح گویا تم نے لَآ اِلٰہَ کی تلوار سے ان کو ذبح کر دیا، ان کی تصوّروں پر، ان کے خیالات پر اور ان کی محبت پر لَآ اِلٰہَ کی تلوار پھیر دو، تو یہ قربانی کے بکرے آپ کے دل میں ذبح ہو جائیں گے، یہ نہیں کہ جا کر ان پر اصلی چھری مار دو۔

ذرا تقریر کو ذرا غور سے سننا، ورنہ کوئی اصلی چھرا لے کر سڑکوں پر نکل گیا اور کہا کہ ہمارے پیر نے کہا ہے کہ یہ قربانی کے بکرے ہیں، بسم اللہ اللہ اکبر، تو بھائی یہاں مراد ہے کہ دل کے حرام خیالات پر، دل میں نامحرموں کے تصورات پر، دل کے اندر آنے والی حرام آرزو اور نفس کی ناجائز خواہشات پر لَآ اِلٰہَ کی چھری چلاؤ۔ اگر تمہارا حسین صورتیں دیکھنے کو دل

---

[۱] البقرۃ:۳

چاہتا ہے تو اس حرام خواہش کو میں قربانی کا بکرا قرار دے رہا ہوں، نفس کی اس خواہش پر عمل نہ کرو، ان حسینوں کی طرف نہ دیکھو، نگاہ نیچی کرلو، یہی لَآ اِلٰہَ ہے، لَآ اِلٰہَ میں حسینوں کو نہ دیکھنا بھی شامل ہے، ان کی باتیں نہ سننا بھی شامل ہے، ان کے پاس نہ جانا بھی شامل ہے اور ان کو خط نہ لکھنا بھی شامل ہے یعنی اگر ہم کسی طرح بھی ان کے قریب نہ جائیں تو گویا ہم نے ان کو لَآ اِلٰہَ سے ذبح کردیا۔

دیکھو دنیاوی دنبے تو دو تین سو کے مل جاتے ہیں لیکن یہ حسن کے دنبے اتنے قیمتی ہیں کہ ان کی ایک خواہش پر آدمی سلطنت لُٹا دیتا ہے، ان کے ایک اشارے پر بڑی بڑی ریاستیں تباہ ہوگئیں، معلوم ہوا کہ یہ قربانی کے دُنبے بڑے قیمتی ہیں لہٰذا ان کو لَآ اِلٰہَ سے ذبح کرو پھر اتنا بڑا انعام ملے گا، تمہارے ایمان اور تمہاری محبت کا مقام اتنا بلند ہو گا کہ ایمان بالغیب برائے نام رہ جائے گا، جب اَنْتَ کہوگے تو گویا دل کی آنکھوں سے وہ اَنْتَ والے نظر آئیں گے۔

گناہ چھوڑنے پر اللہ کا شکر ادا کریں

اللہ تعالیٰ نے آگے یہ بھی سِکھا دیا ہے کہ ان حسینوں سے بچ جانے کے بعد سُبۡحَانَکَ بھی کہو یعنی اللہ کا شکر ادا کرو، تم کو لَا اِلٰہَ کی نفی کی جو توفیق ہوئی، غیر اللہ سے دل لگانے کی خواہش کو جو تم نے ذبح کیا اس قربانی کا شکریہ ادا کرو کیوں کہ اللہ نے تم کو ہگنے موتنے والے عیب دار محبوبوں سے اور عیب دار باطل خداؤں سے پاک کرکے اپنی پاک ذات کا عاشق بنایا لہٰذا اس پر شکریہ ادا کرکے کہو کہ اے اللہ! شکر ہے میں ناپاکوں سے چھوٹ کر آپ تک پہنچا، آپ پاک ہیں سُبۡحَانَکَ، میں ناپاکوں سے چھوٹ کر آپ کی پاک ذات کو پا گیا، تو اللہ نے یہاں سُبۡحَانَکَ نازل کردیا کہ جب تمہیں لَا اِلٰہَ کی نفی کی توفیق ہوجائے اور تم ہمیں پاجاؤ تو ہماری پاکی بیان کرو، یہ ایک قسم کا شکر ہے کہ پہلے ہم کہاں پھنسے ہوئے تھے، ہگنے موتنے والی لاشیں جو قبر میں گل سڑ جاتی ہیں اور دنیا میں بھی وفادار نہیں ہوتیں، آج ہم سے دل لگایا کل کسی نے زیادہ پیسہ دیا تو ہم کو زہر کھلا کر اُدھر چلے گئے۔ دیکھو دنیاوی حسینوں کا کیا حال ہے، اخبار میں آیا تھا کہ مقابلۂ حسن میں اوّل نمبر آنے والی لڑکی کو ایک سِکھ نے پیسہ دکھا کر شادی کرلی، اس کے بعد اخبار میں آیا کہ کسی دوسرے آدمی نے زیادہ پیسہ دکھایا تو اس کو چھوڑ کر اُدھر

بھاگ گئی۔ جو پیسوں سے بک جاتے ہیں ان معشوقوں کے پیچھے کیا پھرتے ہو۔

بندوں سے خدا کی وفاداری

ذرا بتاؤ کہ اللہ نے بھی کبھی کسی غریب کو چھوڑا ہے؟ کوئی امیر اگر غریب ہو گیا تو کیا اللہ میاں نے اس کو چھوڑ دیا؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور اولیاء کا ساتھ کبھی چھوڑا؟ اس لیے دوستو! ایسی ذات سے دل لگاؤ جو اپنے بندوں کو غریبی میں، بیماری میں کسی بھی حالت میں نہیں چھوڑتی۔ اگر کوئی غریب ہو جائے تو دنیا والوں میں سے کوئی نہیں پوچھے گا بلکہ اگر شوہر کے دانت ٹوٹ جائیں اور بال جلدی سفید ہو جائیں اور اس کی بیوی کم عمر ہے تو کہے گی ارے میاں تم تو بہت جلدی بڈھے ہو گئے، اب ہمیں بہت پریشانی ہے، یعنی اس کے ساتھ نباہ کرنے میں خوشی نہیں ہے۔ اسی طرح شوہر صاحب کا بھی یہ حال ہے کہ اگر بیوی بیماری سے بوڑھی ہو گئی، دانت جلدی ٹوٹ گئے تو کہتے ہیں کہ ارے کیا کہیں بڑی بی آپ کے ساتھ بس گزارا کر رہا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے کسی غریب بندے سے، کسی بیمار بندے سے یہ نہیں فرماتے کہ میں تمہارے ساتھ گزارا کر رہا ہوں، تم تو بڑے نالائق ہو، اللہ تعالیٰ تو ہمارے عیب کے ساتھ ہمیں خریدنے کو تیار ہیں، اللہ تعالیٰ ہر حالت میں ہمارا ساتھ دیتے ہیں۔ سبحان اللہ! واہ رے میرے کریم مالک! بندہ جس حالت میں ہو اللہ تعالیٰ اسے کبھی نہیں چھوڑتے، ہم ہی اپنی نالائقی سے انہیں چھوڑ دیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے، اپنی رحمت سے اور اپنے فضل سے کبھی کسی بندے کا ساتھ نہیں چھوڑتے کیوں کہ وہ کریم اور حلیم ہیں۔

حَلِیْمٌ اور کَرِیْمٌ کی تعریف

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ **حَلِیْمٌ** کی تعریف کرتے ہیں **اَلَّذِیْ لَا یَعْجِلُ بِالْعُقُوْبَةِ** جو سزا دینے میں جلدی نہ کرے۔ کیوں بھئی کیا اللہ میاں سزا دینے میں جلدی کرتے ہیں؟ ہم روزانہ کتنی بدنگاہی اور کتنے گناہ کرتے ہیں کبھی آپ کو سزا ہوئی؟ گردے میں پتھری پیدا ہوئی؟ ٹی بی ہوئی؟ اللہ میاں نے کہیں ایکسیڈنٹ کرایا؟ معاف کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہم لوگوں سے رات دن کتنے گناہ ہو رہے ہیں لیکن کیا اللہ تعالیٰ فوراً پکڑ فرماتے ہیں؟ اگر وہ چاہیں

تو جیسے ہی بس اسٹاپ پر آدمی کسی عورت کو دیکھے وہیں اسے زمین میں دھنسادیں۔ بولو بھئی اللہ کو اس کی طاقت ہے یا نہیں؟ لیکن حَلِیْمٌ کے معنیٰ ہی یہ ہیں اَلَّذِیْ لَا یَعْجِلُ بِالْعُقُوْبَۃِ کہ جو قدرتِ انتقام رکھتے ہوئے بھی سزا دینے میں جلدی نہ کرے۔ اور کَرِیْمٌ کے معنیٰ ہیں اَلَّذِیْ یُعْطِیْ بِغَیْرِ اسْتِحْقَاقٍ وَ بِدُوْنِ الْمَنَّۃِ[١] یعنی جو بغیر حق کے، بغیر قابلیت کے بخشش دے دیں۔ یہ ان کا احسان ہے۔

انعاماتِ الٰہیہ کی نسبت اپنے مجاہدات کی طرف کرنا ناشکری ہے

اسی لیے حکیم الامّت نے بیان القرآن میں فرمایا ہے وَ قُلْتُ: بَعْضُ الْمُغْتَرِّیْنَ وَ مُعْجَبِیْنَ یُنْسِبُوْنَ کَمَالَاتِهِمْ اِلٰی مُجَاهَدَاتِهِمْ هٰذَا عَیْنُ الْکُفْرَانِ کہ وہ صوفی و سالک بے وقوف ہے، دھوکے میں پڑا ہوا ہے، نہایت درجہ عُجب میں مبتلا ہے، کفرانِ نعمت اور ناشکری میں مبتلا ہے جو اپنے کمالات کو اپنے مجاہدات کی طرف منسوب کرتا ہے کہ میں نے اتنی نفلیں پڑھیں، اتنے روزے رکھے، بزرگوں کی اتنی صحبتیں اٹھائیں اس لیے ہمیں اللہ نے یہ انعام دیا۔ تو گویا اللہ کے انعامات کو اپنے مجاہدات کی طرف منسوب کرتا ہے، یہ ناشکری میں مبتلا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی نعمت کو روک دیں گے، لَئِنْ شَکَرْتُمْ کے بعد جو لَاَزِیْدَنَّکُمْ[٢] کا وعدہ ہے یہ اس ترقی سے محروم ہو جائے گا۔

اس لیے دوستو کبھی یہ نہ کہو کہ میں نے بڑے بڑے مجاہدے کیے ہیں، بڑی عبادتیں کی ہیں اس لیے اللہ نے مجھے یہ نعمت دی ہے۔ اللہ کی عطا کی نسبت اپنی عبادت اور اپنے مجاہدے کی طرف نہ کرو، یہ کہو کہ یا اللہ! آپ نے اپنے فضل سے دیا ہے، اگر ہمیں عبادت و مجاہدات کی توفیق ہوئی ہے تو وہ بھی آپ کا فضل ہے اور ہمیں جو انعامات مل رہے ہیں یہ بھی آپ کا فضل ہے۔ اللہ کے فضل کا سبب صرف ان کا فضل ہے، اللہ کی رحمت کا سبب صرف ان کی رحمت ہے ہمارا عمل نہیں ہے۔

میرے شیخ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی بادشاہ

---

[١] مرقاۃ المفاتیح: ۳/۳۰۱، باب التطوع، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

[٢] ابراھیم:۷

اعلان کرے کہ میرے شاہی محل کی تعمیر کے لیے چندہ لاؤ۔ ایک غریب آدمی اپنی جھونپڑی سے سڑا ہوا، گھن لگا ہوا بانس لے جائے اور کہے کہ حضور یہ بانس آپ کے شاہی محل کے لیے لایا ہوں اور بادشاہ اپنے کرم سے اسے قبول کر کے اس کو بہت سا انعام دے تو کیا وہ یہ سمجھے گا کہ میرا بانس تو بہت ہی قیمتی ہے۔ وہ تو یہ کہے گا کہ وہاں تو میں نے دیکھا تھا کہ سونے چاندی اور سنگ مرمر کی عمارت تیار ہو رہی ہے مگر پھر بھی بادشاہ نے میرا سڑا ہوا بانس لے کر اس کو قبول کر لیا اور اس کے عوض مجھ کو ایک لاکھ اشرفیاں دیں تو یہ محض ان کا کرم ہے۔

ہماری عبادت بھی سڑے ہوئے بانس سے کم نہیں ہے۔ ہمارا روزہ اور ہماری نماز اور ہماری تلاوت اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے مقابلے میں کیا ہے؟ ہم نماز پڑھ رہے ہیں اور دل کہاں رہتا ہے؟ کیا نماز میں حاضر رہتا ہے؟ نماز کی نیت باندھے ہوئے ہیں مگر دل کہیں اور ہے، کسی کا دل ڈبل روٹی خرید رہا ہے، کسی کا ناشتہ خرید رہا ہے اور کسی کا دل فیکٹری میں ہے۔ دوستو یہ کیسی عبادت ہے؟ ارے اس عبادت پر عذاب نازل نہیں ہوتا یہ بھی اللہ کا احسان ہے۔

اس لیے اللہ کی عنایات پر، اللہ کی رحمتوں پر یہ کہو کہ یااللہ! جتنی آپ کی ہم پر رحمتیں نازل ہوئی ہیں ان کا سبب صرف اور صرف آپ کی رحمت ہے، ہمارے عمل کو اس میں کوئی دخل نہیں، اور ہمیں عمل کی جو توفیق ہو رہی ہے یہ بھی آپ کی عطا ہے۔

حضرت والا کے قلب مبارک پر الہامِ علوم

تو اَنْتَ کے بعد سُبْحَانَكَ کا حکم کیوں ہوا؟ یہ میں نے کہیں دیکھا نہیں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے میرے قلب میں کل پرسوں بھی ایک مضمون آیا تھا، شب قدر ستائیسویں رات کے ایک ڈیڑھ بجے کا وقت تھا، میرے کچھ دوست اور احباب جمع تھے، اس وقت یہ مضمون ذہن میں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے کبھی کبھی دل میں ایسی بات ڈال دیتے ہیں جو میں کتابوں میں نہیں دیکھتا لیکن الحمدللہ میری گزارشات سے علماء بھی مست ہو جاتے ہیں، اہلِ علم حضرات بھی خوش ہوتے ہیں کہ عجیب و غریب مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب شان ہے اس

لیے کبھی مضمون بھی عجیب و غریب دے دیتے ہیں تو عزت افزائی ہو جاتی ہے ورنہ مٹی میں کیا ہے؟ اگر مٹی چمک رہی ہے تو سمجھ لو کہ اس پر سورج کی شعاعیں پڑ رہی ہیں، یہ مٹی کا کمال نہیں ہے، مٹی کا رنگ تو مٹیالہ ہے، اگر اس میں چمک آرہی ہے تو یہ سورج کا کرم ہے لہٰذا اسے سورج کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اگر مٹی کہے کہ میں چمک دار ہوں اور اس پر اکڑنا شروع کردے تو جس دن سورج اپنی شعاع ہٹالے گا تب معلوم ہوگا کہ مٹی میں کیا تھا۔ سارا معاملہ اللہ کے فضل سے ہے، اگر اللہ اپنا کرم مقرر پر نہ کرے تو سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنے کو بالکل جاہل سمجھے، اسے کچھ سمجھ میں نہ آئے کہ کیا بولنا چاہیے۔

گناہ کے تقاضے تقویٰ میں ترقی کا سبب ہیں

اب ایک بات اور عرض کردوں کہ اَنْتَ سُبْحَانَکَ سے پہلے اللہ نے جو لَآ اِلٰہَ سکھایا ہے اس میں ہے کہ نفس کی محبوب سے محبوب تر خواہش جس کو اللہ نے منع کیا ہے، ہم پر حرام فرمایا ہے، اس کو لَا کی تلوار سے قربان کردو۔ اللہ نے جو خواہشات پیدا کی ہیں ان سے مت گھبراؤ، یہ خواہشات قربانی کے دنبے ہیں لہٰذا یہ نہ سوچو کہ یہ حرام خواہشات کیوں پیدا ہوتی ہیں؟ کوئی ایسی ٹھنڈی دوا بھی نہ کھاؤ کہ یہ خواہشات ختم ہوجائیں کیوں کہ اگر قربانی کے دنبے نہیں ملیں گے تو قربانی کیسے کروگے؟ اگر بقرہ عید کے زمانے میں قربانی کے جانور کم ہوجائیں، بازار میں نہ ملیں تو کتنی پریشانی ہوگی۔ اللہ نے دل میں جو بُری بُری خواہشات دی ہیں ان سے گھبرایا مت کرو، یہ قربانی کے دنبے ہیں، جب دل میں بُری خواہش آئی تو شکر ادا کرو کہ الحمدللہ قربانی کا دنبہ آگیا، اب لَآ اِلٰہَ کی تلوار سے اس کو ذبح کردو یعنی حرام خواہش پر عمل نہ کرو، بُرے تقاضوں پر عمل نہ کرو اور اس پر اللہ کا شکر بھی ادا کرو کہ اللہ نے ہمیں ان ناجائز خواہشات پر عمل کرنے سے بچایا۔

حفاظتِ نظر پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ

نظر کی حفاظت پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، حدیثِ قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب انسان اپنی نظر بچاتا ہے، بُری جگہ ڈالنے سے آنکھوں کو بچاتا ہے یَجِدُ فِیْ قَلْبِہٖ

حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ تو اپنے قلب میں ایمان کی مٹھاس پا جاتا ہے۔[۱۳] یعنی اللہ اس کو اپنے قرب اور ایمان کا اتنا اونچا مقام دے گا کہ اِلَّا اَنْتَ کے مقام پر پہنچ جائے گا گویا اللہ میاں اسے اپنے کو دِکھا دیتے ہیں تب ہی تو اَنْتَ کہتا ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر آپ۔ اگر کوئی آدمی اکیلا بیٹھا ہو اور کہہ رہا ہو کہ کوئی نہیں ہے مگر آپ، تو آپ کہیں گے کہ یہاں تو کوئی نہیں ہے، آپ کس سے بات کر رہے ہیں؟ معلوم ہوا کہ ''آپ'' کہنے کے لیے کسی کو سامنے موجود ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بندے کو مجاہدہ کے راستے سے مشاہدہ کا اتنا اونچا مقام دیتے ہیں، چوں کہ لَا اِلٰہَ میں مجاہدہ قوی ہوا اس لیے مشاہدہ قوی ہوا یعنی اللہ نے اپنے آپ کو دِکھا دیا، اِلَّا اَنْتَ تک پہنچا دیا کہ میں اب غائب نہیں ہوں، اب تمہارا یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ برائے نام رہ گیا ہے، تم مقام اَنْتَ پر آگئے ہو، اب ہم کو دیکھ لو۔

خدا کی حضوری حسینوں سے دوری پر موقوف ہے

اِلَّا اَنْتَ کے بعد ہے سُبْحَانَکَ یعنی ہم ان ناپاکوں سے چھوٹ کر آپ کے پاس آئے ہیں جن کو دیکھنے سے ہمارا وضو بھی ٹوٹ جاتا تھا۔ بولو بھئی حسینوں کو زیادہ دیر تک دیکھنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ لہٰذا اللہ کا شکر ادا کرو کہ یا اللہ! آپ کا شکر ہے کہ آپ نے ہمیں ناپاکی سے اور ناپاک جگہوں سے نکال کر پاک مقام عطا کیا۔ آپ کی ذات پاک ہے اَنْتَ سُبْحَانَکَ میں ناپاکوں سے، ناپاک عمل سے بچ گیا اور آپ جیسی پاک ذات کو پا گیا۔ یہ حسین تو مر جاتے ہیں، سڑ جاتے ہیں، گل جاتے ہیں، بیماری میں ان کا حسن ختم ہو جاتا ہے پھر کچھ دن کے بعد رونا اور پچھتانا پڑتا ہے، زندگی ہی میں کتنوں کی شکلوں کا حسن و جغرافیہ بدل جاتا ہے اور مرنے کے بعد تو سب کا حال ختم ہو جاتا ہے۔ اے اللہ! اَنْتَ سُبْحَانَکَ بس آپ پاک ہیں جو دنیا میں بھی ساتھ دیتے ہیں اور قبر میں بھی آپ کے ساتھ کا مزہ آئے گا۔

اہلِ تقویٰ کا سکونِ دائمی

حدیث میں آتا ہے مَنِ اتَّقَی اللہَ صَارَ اٰمِنًا فِیْ بِلَادِہٖ جو شخص اللہ سے ڈر کر

---

[۱۳] الجواب الکافی لابن القیم الجوزی: ۱/۱۰۶، فصل ومن عقوباتھا انھا تزیل النعم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

رہتا ہے ہر شہر میں سکون سے پھرتا ہے۔ چاہے گھر کی کوٹھڑی میں بیٹھا ہو چاہے باہر سڑکوں پر ہو، جہاں بھی ہو سکون سے رہتا ہے، اس کا سکون پردیس میں بھی نہیں چھنتا، جتنا وطن میں پُر سکون رہتا ہے اتنا پردیس میں پُر سکون رہتا ہے کیوں کہ اللہ اس کے ساتھ ہے، بیوی بچے تو چھوٹ جاتے ہیں مگر اللہ میاں نہیں چھوٹتے۔ ریل میں، اسٹیشن پر، جنگل میں، دریا میں، ہوائی جہاز میں جہاں بھی ہے اس کو سکون کی زندگی حاصل ہے، وہ اللہ کے امن میں ہے، اللہ کی حفاظت میں ہے کیوں کہ نافرمانی سے بچا ہوا ہے۔

گناہ دائمی پریشانی کا سبب ہیں

اور جو نافرمان ہے وہ گھر میں بھی بیٹھا ہوا ڈرتا ہے کہ کہیں بلا نہ آجائے، اس کا دل اندر ہی اندر رو رہا ہے اور پریشان ہے کہ ہم نے گناہ کیا ہے، اللہ پکڑ سکتا ہے۔ اللہ گھر میں بھی پکڑ لیتا ہے، رات کو خیریت سے لیٹا صبح گردن میں درد ہوا، درد بڑھا تو خون کا ٹیسٹ ہوا، معلوم ہوا کہ بلڈ کینسر ہو رہا ہے، یہاں تک کہ پورے جسم میں وہ زہر پھیل گیا اور وہ صاحب مر گئے۔ یوں آتا ہے عذاب۔

سب کو نہیں کہتا لیکن جو اللہ کے نافرمان ہیں ان کے بارے میں بتا رہا ہوں کہ دیکھو اچھے خاصے خیریت سے ہیں اور ذرا سی دیر میں مرض آجاتا ہے، بیماری آجاتی ہے، پریشانی آجاتی ہے۔ اس لیے اللہ سے گھڑی گھڑی کی خیر مانگو۔ یہ کہو کہ یا اللہ! گھڑی گھڑی کی خیر عطا فرما، اے مالک! ہر وقت عافیت کی عطا فرما۔ اللہ سے بے خوف نہ رہو۔

اعترافِ خطا بحضورِ خدا

اس آیت میں ایک جز اور ہے اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ، اس میں اللہ تعالیٰ نے بندے سے یہ اقرار کروادیا کہ یوں کہو اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یا اللہ! اب تک ہم سے جو نالائقیاں ہوئی ہیں، ہم نے دل میں جو حرام خیالات پکائے ہیں، کانوں سے جو حرام باتیں سنی ہیں اور جتنے بھی گندے گندے کام کیے ہیں تو ہم اپنے ظلم کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ جیسی پاک ذات کے ہوتے ہوئے ہم سے یہ نالائقیاں ہوئیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

پیش نورِ آفتاب خوش مساغ
رہنمائی جستن از شمع و چراغ

آفتاب کے ہوتے ہوئے ٹمٹماتے چراغ سے روشنی حاصل کرنے والا سخت ناشکرا ہے، سورج کے ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے تو یہ سورج کا ناشکرا ہے۔ اسی طرح اللہ کے ہوتے ہوئے غیر اللہ سے دل لگانے والا بھی ناشکرا ہے، اللہ کے ہوتے ہوئے غیر اللہ سے دل لگانے والا انتہائی بے وقوف ہے۔

انوارِ الٰہی کی لذتِ غیر فانی

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی شکل دیکھ کر مصر کی بہت سی عورتوں نے اپنی انگلی کاٹ لی، حالاں کہ وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پھل کو کاٹنے والی تھیں لیکن قرآن شریف کی سورۂ یوسف میں دیکھو کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو زُلیخا نے کہا کہ ان عورتوں کے سامنے سے گزرو، اب جیسے ہی وہ سامنے آئے تو آپ کا حسن دیکھ کر ان عورتوں کو دھیان ہی نہیں رہا کہ چاقو کہاں ہے اور پھل کہاں ہے اور پھل کے بجائے اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔

حضرت تھانوی نے فرمایا کہ اللہ کی مخلوق کا حسن دیکھ کر عورتیں اپنی انگلیاں کاٹ سکتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے جس جلوے کا اللہ والے اپنے دلوں میں مشاہدہ کر رہے ہیں، اللہ کے نور کا مزہ لے رہے ہیں ان پر اگر کبھی کسی خاص قسم کی کیفیت طاری ہو جائے کہ وہ بے چارے مجبور ہو جائیں، یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اگر عورتیں پاگل ہو جائیں تو ان کو تو معذور قرار دے دیں اور اللہ کے عاشقوں پر کسی وقت کیفیت طاری ہو جائے تو ان کو معذور قرار نہیں دیتے، اللہ کے دیوانوں کو بھی تو معذور قرار دو۔ اگر اللہ میاں کسی کو اپنے قرب کا کوئی اعلیٰ مقام دکھا دیں تو کوئی کاروبار نہیں کر سکتا، فیکٹریاں کارخانے سب بند ہو جاتے، اللہ کے انوار کو دیکھنے میں اتنا مزہ ہے۔ اسی لیے جب اللہ میاں جنت میں اپنا دیدار کرائیں گے تو دیدار کرنے والوں کا حسن مزید بڑھ جائے گا۔ اللہ میاں جنت میں ہر جمعہ کو اپنا دیدار کرائیں گے، جب جنتی دیدار کر کے اپنی جنت میں واپس آئیں گے تو حوریں کہیں گی کہ آج تو تمہارا

حسن بہت بڑھ گیا ہے، یہ حسن کہاں سے لائے ہو؟ وہ کہیں گے کہ اللہ میاں نے ہمیں دیکھا ہے، ان کا جلوہ ہمارے چہرے میں جذب ہو گیا۔

حضرت صفورہ علیہا السلام کا دیدارِ انوارِ الٰہی

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر اللہ کا جلوہ دیکھا تو ان کے چہرے پر اللہ کے جلوے کا نور سرایت کر گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ تم نے میرا جلوہ دیکھ لیا، اب تمہارے چہرے کو بے پردہ کوئی نہیں دیکھ سکتا، اگر لوہے کا نقاب ڈالو گے تو بھی میرا نور اس کو پھاڑ دے گا لہٰذا اپنے چہرے پر اس کمبل کا نقاب لگاؤ جس کو تم کوہِ طور پر پہنے ہوئے تھے کیوں کہ اس نے میرا جلوہ دیکھ لیا ہے، وہ کپڑا میرے نور کو برداشت کر سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کمبل کا ٹکڑا کاٹا اور چہرے پر ڈال کر اپنی زوجہ مطہرہ حضرت صفورہ علیہا السلام کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ نے چہرہ پر پردہ کیوں ڈال رکھا ہے؟ آپ کا چہرہ دیکھ کر تو ہمارا دل خوش ہوتا ہے اور آپ نے اپنا چہرے ہی چھپالیا۔ فرمایا کہ اے صفورہ گر تو آج مجھے بغیر پردہ کے دیکھے گی تو تیری آنکھ کی روشنی ختم ہو جائے گی کیوں کہ آج مجھے کوہِ طور پر اللہ کا جلوہ نظر آیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ کے چہرے میں ہمارا نور سرایت کر گیا، اب آپ کا چہرہ کوئی مخلوق نہیں دیکھ سکتی، اگر آپ لوہے کا نقاب بھی پہنیں گے تو اس میں سے بھی ہمارا نور ظاہر ہو جائے گا لہٰذا آپ اس کمبل کا ٹکڑا لیں جو آپ نے کوہ طور پر پہنا ہوا تھا، اس نے میری تجلی دیکھ لی ہے، وہ اسے برداشت کر لے گا کیوں کہ وہ آپ کے جسمِ نبوت پر تھا، آپ کے جسم کی برکت سے اس کمبل کے ٹکڑے میں بھی طاقت آگئی۔ اس سے ایک بات معلوم ہوئی کہ اللہ والوں کے جسم پر جو کپڑا ہوتا ہے اور اللہ والوں کے جسم سے جو سانس نکلتی ہے اس میں بھی اللہ کا نور ہوتا ہے، چوں کہ ان کے قلب میں اللہ کا نور ہوتا لہٰذا ان کے جسم سے جو سانس نکلتی ہے اس سانس کے اندر بھی اللہ کی رحمتوں اور ہدایت کے انوار ہوتے ہیں۔

تو حضرت صفورہ نے کہا کہ یہ میرے بس کی بات نہیں ہے کہ میں آپ کا چہرہ نہ دیکھوں، انہوں نے فرمایا کہ اگر بے پردہ دیکھو گی تو آنکھ کی روشنی ضایع ہو جائے گی۔ حضرت صفورہ نے عرض کیا کہ میری آنکھ رہے یا نہ رہے میں آپ کا چہرہ ضرور دیکھوں گی کیوں کہ نبی

کا چہرہ دیکھنے سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، اگر میں آپ کو نہ دیکھ سکوں تو میرا زندہ رہنا بے کار ہے، میں موت کو اس سے بہتر سمجھتی ہوں لہٰذا مجھے دیکھنا تو ضرور ہے لیکن پہلے میں ایک آنکھ سے دیکھوں گی، آزماؤں گی کہ ایک آنکھ ضایع ہوتی ہے یا نہیں۔ انہوں نے اپنا ہاتھ ایک آنکھ پر رکھا اور دوسری آنکھ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چہرہ دیکھا۔ حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت صفورہ نے جیسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چہرہ دیکھا تو اللہ کے نور کی چمک اتنی تیز تھی کہ حضرت صفورہ کی آنکھ کی روشنی فوراً ختم ہوگئی۔ جیسے ہی ایک آنکھ کی روشنی ختم ہوئی انہوں نے دوسری آنکھ سے بھی دیکھ لیا، کیوں کہ انہیں اتنا مزہ آیا تھا کہ برداشت نہیں ہوا، ایک آنکھ ضایع ہوتے دیکھ رہی ہیں لیکن کہتی ہیں کہ اتنا مزہ آیا کہ نبوت کے چہرے پر اللہ کا نور اور نبی کا نور بیک وقت دونوں نور کا مزہ آرہا تھا لہٰذا دوسری آنکھ سے بھی دیکھ لیا اور دونوں آنکھوں کی روشنی ختم ہوگئی۔ آسمان سے آواز آئی، اے صفورہ کیا تجھ کو اپنی آنکھوں کی روشنی کے ضایع ہونے کا کوئی غم ہے؟ تو عرض کیا۔

گفت حسرت می خورم کہ صد ہزار
دیدہ بودے تا ہمی کر دم نثار

اے خدا! اگر میری سو ہزار آنکھیں اور ہوتیں تو میں تیرے نبی کے چہرے کو دیکھنے پر قربان کر دیتی کیوں کہ نبی کے چہرے پر آپ کا جلوہ بھی تھا۔ جس وقت انہوں نے یہ جملہ کہا اللہ کو اتنا پیار آیا کہ اسی وقت دونوں آنکھیں ٹھیک کر دیں۔

سو فیصد اطمینان حاصل کرنے کا نسخہ

چند دن اللہ پر جان فدا کر کے تو دیکھو، اللہ میاں جان نہیں لیں گے، بس تم اپنی طرف سے ارادہ کرلو کہ گناہ نہیں کریں گے، کسی عورت کو نہیں دیکھیں گے چاہے جان رہے یا نہ رہے، ان شاء اللہ! جان جائے گی نہیں۔ لہٰذا ارادہ کرلو کہ میں اپنے مالک کو راضی رکھوں گا، تنہائی میں، بازاروں میں، دفتروں میں، گھروں میں، مسجدوں میں ہر وقت اللہ کو راضی رکھوں گا، میں اس کا بندہ ہوں مسجد میں بھی، دفتر میں بھی، کارخانہ میں بھی اور اپنے گھر میں بھی۔ ہر وقت یہی سوچو، اپنے مالک کو خوش رکھو گے تو مالک بھی تم کو ہر وقت خوش رکھے گا۔ جو اپنے مالک کو مسجد میں تو

تھوڑی دیر خوش رکھتا ہے مگر سڑکوں پر، بازاروں میں ناراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کا دل کچھ دیر خوش رکھتے ہیں مگر وہ گناہوں کی وجہ سے کبھی غمگین اور پریشان بھی رہے گا، جیسا تم اپنے مالک کے ساتھ معاملہ کروگے ویسے ہی اوپر سے معاملہ ہوگا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کو سو فی صد راضی کرلو جیسے صحابہ نے سو فی صد راضی کیا تھا تو انہیں کیا انعام ملا تھا؟ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ [۱۴] انہوں نے اللہ کو راضی کیا تو اللہ نے ان کو راضی کردیا۔

دوستو! جو غلام اپنے مالک کو راضی کرتا ہے تو مالک بھی اس کا دل خوش کردیتا ہے۔ آپ خوشی کی زندگی چاہتے ہیں یا غم کی زندگی چاہتے ہیں؟ اگر خوشی والی زندگی چاہتے ہیں تو اپنے مالک کو خوش رکھیں یہ نہ سوچیں کہ نوٹوں کی گڈیوں سے، ایئرکنڈیشنروں سے اور دنیا کی لذتوں سے ہم اپنا دل خوش کرلیں گے۔ مرغ کا لقمہ زبان پر ہوگا، مرغ کی بریانی زبان پر ہوگی لیکن خدا نہ چاہے تو دل پریشان ہوگا۔ کسی کو اپنی بیوی سے بہت محبت ہے لیکن وہ بیمار پڑی رات بھر چلّا رہی ہے، کیا اسے مرغ کا لقمہ سکون دے گا؟ اگر اللہ سکون چھین لے تو سلطنت، تخت و تاج، مرغ کی بریانی اور دنیا کی کوئی طاقت اس کو خوش نہیں کرسکتی۔ جس کی خوشی کو خدا چھین لے اس کے دل کو سارا جہاں مل کر خوش نہیں کرسکتا۔ پوری دنیا امریکا، روس، جرمنی سب کی سائنس، سب کی ریسرچ کے آلات بھی اُس کے دل کو خوش نہیں کرسکتے جس کے دل سے اللہ خوشی کو چھین لے۔ اور جس کے دل کو خدا خوشی دے تو ساری دنیا مل کر اس خوشی کو چھین نہیں سکتی۔ چاہے صدر و وزیر اعظم بھی ناراض ہوجائیں۔

اصحابِ کہف کی استقامت علی الدین کا راز

دیکھو اصحابِ کہف بہت غریب تھے، وہ ایک نبی پر ایمان لے آئے، اس وقت کے بادشاہ نے ان کی مخالفت کی، بادشاہ نے کہا کہ خدا کو چھوڑو، توحید کو چھوڑو، ہمیں خدا مانو ورنہ ہم تمہارے ہاتھ پیر کاٹ ڈالیں گے اور تم کو پھانسی پر چڑھادیں گے۔ یہ لوگ بادشاہ کے غضب سے بچنے کے لیے ایک غار میں جا چھپے جہاں اللہ نے انہیں تقریباً تین سو برس تک سُلائے رکھا۔ ان

---

[۱۴] البینۃ:۸

کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں اِنَّھُمۡ فِتۡیَۃٌ اٰمَنُوۡا یہ ایک جماعت تھی جو اپنے رب پر ایمان لائی تھی، وَزِدۡنٰھُمۡ ھُدًی[۱۵] اور ہم نے ان کو ہدایت میں اور ترقی دی۔

شاہ عبد القادر صاحب محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر موضح القرآن میں فرماتے ہیں وَزِدۡنٰھُمۡ ھُدًی میں ولایت کا ثبوت ہے کہ پہلے تم معمولی مومن تھے لیکن ہم نے اس ایمان میں ترقی دے کر تم کو ولی اللہ بنادیا کہ تم بادشاہ کے مقابل کھڑے ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے یہ غریب بندے جنہوں نے کبھی بادشاہوں کو دیکھا تک نہیں تھا، دنیاوی لحاظ سے بہت ضعیف اور کمزور تھے، کوئی طاقت نہیں تھی، لیکن جب اللہ نے ان کے ایمان کو قوی کیا تو بادشاہ کے مقابل اٹھ کھڑے ہوئے اور بادشاہ سے مناظرہ کر رہے ہیں کہ ہم تم کو خدا نہیں مانتے، ہم تو اللہ کو مانتے ہیں جو ہمارا خالق ہے، مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے غریب بندے بادشاہ اور اس کی فوج کے مقابل کیسے کھڑے ہوئے اس کا کیا راز تھا؟ وَّرَبَطۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ[۱۶] ہم نے ان کے دلوں سے رابطہ قائم کرلیا تھا۔ یعنی ہم نے ان کے دلوں کو سہارا دیا اور انہیں مضبوط کردیا، ان کے دلوں کا اپنی ذات سے رابطہ قائم کرلیا تھا۔ اپنی دوستی کا، محبت کا رشتہ مضبوط کردیا تھا جیسے جانور کو باندھ دو تو اس کو کہتے ہیں مربوط ہوگیا، ربط ہوگیا۔ اس کو خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربط خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

اس دنیا میں اللہ خود تو نظر نہیں آتا لیکن اللہ کے اولیاء اور اللہ کے دوست اپنے دل میں اللہ کو محسوس کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا اپنے اولیاء سے ربط و تعلق کا یہ راز کسی اور کو معلوم نہیں ہوتا، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ رَبَطۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ ہم نے ان کے دلوں سے رابطہ قائم کرلیا، اور جس کے دل سے اللہ کا رابطہ ہو وہ کتنا ہی کمزور ہو لیکن مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

روبہے کہ ہست او را شیر پشت
بشکند کلّہ پلنگاں را بہ مشت

۱۵؎ الکھف:۱۳
۱۶؎ الکھف:۱۴

جس لومڑی کا شیر سے تعلق ہو اور شیر کا ہاتھ اس لومڑی کی پیٹھ پر ہو تو وہ لومڑی چیتے کا کلّہ ایک گھونسہ مار کر توڑ دے گی چاہے وہ کتنی ہی کمزور ہو۔ لومڑی اتنی کمزور، اتنی بزدل ہوتی ہے کہ اس کی بزدلی پر مثالیں دی جاتی ہیں کہ تم تو لومڑی ہوگئے ہو، لیکن اگر شیر کہہ دے کہ اے لومڑی تو بزدل ہے، بزدلی میں تیری مثال پیش کی جاتی ہے لیکن میں تیرے ساتھ ہوں، تیرا تعلق میرے ساتھ ہے، جنگل میں تجھے کوئی ترچھی نظر سے دیکھ نہیں سکتا۔ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس لومڑی کی پشت پر شیر کا ہاتھ ہو وہ چیتے کا کلہ ایک گھونسے سے پھاڑ دے گی۔

اہل اللہ کو ایذا رسانی سے بچیں

اللہ والے کتنے ہی کمزور ہوں ان کے جسم کی کمزوری کو مت دیکھو کہ کمزوری سے ان کے چہرے پیلے ہیں، وہ ایک من کے ہیں ہم تین من کے ہیں۔ اختر پہلوان برادری کو اعلان کرتا ہے کہ اللہ والے اگر کمزور جسم کے ہیں تو یہ نہ سوچو کہ ہم ان کو کُشتی میں پٹخ دیں گے، وہ کمزور تو ہیں لیکن ان کے اوپر خدا کا ہاتھ ہے، ان کو ترچھی نگاہ سے دیکھنے والوں کا خاندان اجڑ جائے گا، تم کیا تمہاری اولادوں پر بھی عذاب آجائے گا۔ جب کسی اللہ والے کو کسی قوم نے ستایا تو بستیوں کی بستیاں تباہ ہو گئیں۔ تو میرے دوستو! اگر اللہ والے پیلے چہرے کے اور کمزور نظر آتے ہیں تو یہ نہ سمجھو کہ وہ واقعی کمزور ہیں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

رخ زرین من منگر کہ پائے آہنیں دارم
چہ می دانی کہ در باطن چہ شاہ ہمنشیں دارم

میرا پیلا چہرہ مت دیکھو کہ میں مضبوط پیر رکھتا ہوں تمہیں کیا معلوم کہ میں اپنے باطن میں کتنا بڑا بادشاہ رکھتا ہوں۔ ہمارے ظاہری جسم کو مت دیکھو کہ ہمارے پاس فوج نہیں ہے، پولیس نہیں ہے، بڑے بڑے مکان نہیں ہیں۔ ارے جس کو جس حال میں خدا رکھے اسی میں اللہ سے راضی رہو۔ آج اختر کو اللہ نے یہ خانقاہ دی ہے لیکن میں نے جھونپڑیوں میں بھی دن گزارے ہیں، ہر حالت کو دیکھا ہے اور اللہ نے ہمیشہ ہم کو خوش رکھا ہے، الحمد للہ۔ میں جہاں بھی رہوں جس حال میں بھی رہوں بس یہ ہی کہتا ہوں کہ یا اللہ! اگر آپ ہم سے خوش ہیں تو

ہمارا دل بھی خوش ہے۔

سات پشت تک خدا کا فضل حاصل کرنے کا طریقہ

اللہ ہم سب سے خوش رہے۔ بس مومن کی سب سے بڑی کمائی، مومن کا سب سے خزانہ، مومن کی سب سے بڑی دولت یہی ہے کہ اللہ اس سے خوش رہے۔ دوستو! اگر اللہ ناراض ہے تو واللہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہارے بیوی بچے، تمہارے مرغ کی بریانیاں، تمہارا کاروبار تم کو چین نہ دے سکے گا۔ جس نے اپنے مالک کو ناراض کیا ہوا ہے اس کو کہیں چین نہیں مل سکے گا اور تمہاری اولاد بھی چین سے نہ رہ سکے گی۔

اور اگر اللہ کو راضی کر لیا تو علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ ایک ولی اللہ کی ساتویں پشت میں دو بچے یتیم ہو گئے تھے، ان کی دیوار گر رہی تھی جس کے نیچے ان کا خزانہ دفن تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس دیوار کو سیدھا کر دو، اگر یہ دیوار گر گئی تو دیوار کے نیچے جو اس کے باپ کا خزانہ ہے وہ کھل جائے گا اور بستی والے اس کو لوٹ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتے ہیں وَ کَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا[۱۷] ان کا باپ نیک تھا، اس باپ کی نیکی کی برکت سے تم ان کی دیوار اٹھا کر سیدھی کر دو۔

یہ یتیم بچے ابھی ان کا کوئی عمل، کوئی تہجد، کوئی اشراق، کوئی روزہ ثابت نہیں ہے، ابھی تو یہ بالغ ہی نہیں ہوئے ہیں، ان پر یہ فضل صرف ان کے باپ کے نام پر ہو رہا ہے کہ ساتویں پشت پہلے ان کا باپ دادا اللہ والا تھا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کَانَ الْاَبَ السَّابِعَ[۱۸] یہاں کَانَ کی ضمیر اَلْاَبْ کی طرف جا رہی ہے یعنی وہ ساتویں پشت کا باپ تھا، اَلْاَبَ السَّابِعَ خبر ہے کَانَ کی، یعنی یہ ساتویں پشت پہلے کا باپ تھا۔ ساتویں پشت پہلے جو اللہ والا تھا اس کی ساتویں پشت کی اولاد پر خدا تعالیٰ رحم فرما رہے ہیں۔ واہ رے میرے کریم اللہ! آپ کتنے کریم ہیں کہ اپنے عاشقوں کی ساتویں پشت پر بھی فضل ہو رہا ہے۔ دوستو! ایک اللہ والا اگر کسی خاندان میں گزر جائے تو یاد رکھو تم نے خود اپنی

---

۱۷ الکھف:۸۲

۱۸ روح المعانی:۱۶/۱۳، الکھف (۸۲)، دار احیاء التراث، بیروت

ذات پر تو احسان کیا لیکن اپنی سات پشتوں پر بھی احسان کیا۔ جو شخص اللہ والا بنتا ہے نہ صرف یہ کہ وہ اپنے اوپر احسان کرتا ہے بلکہ اپنی سات پشتوں پر احسان کرتا ہے۔ ان شاء اللہ! اس کی سات پشتوں پر اللہ کی رحمت نازل ہوگی۔

حرام خواہشات کی قربانی پر انعام

بس آج کا مضمون ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ[۱۹] یعنی غیر اللہ سے دل کو کاٹو اور اللہ سے جوڑو، لا الٰہ کی تلوار سے بُری بُری خواہشات کو کاٹو، ان خواہشات سے گھبراؤ مت، یہ قربانی کے دنبے ہیں، یہ جو عورتیں سڑکوں پر بے پردہ پھر رہی ہیں ان سے نظر بچانا ہمارے لیے قربانی کے دنبے ہیں، مگر یہ قربانی سڑکوں پر نہیں ہوتی، دل میں ہوتی ہے۔ اپنے دل کی حرام خواہش کو لَآ اِلٰهَ کی چھری سے قربان کردو، پھر کیا ملے گا؟ پھر یہ ملے گا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوجائے گا، دل کی نظر سے اللہ کا مشاہدہ ہوگا، لیکن اس آنکھ سے نہیں ہوگا، اس آنکھ سے اللہ نظر نہیں آئیں گے، اس آنکھ سے دیدار تو جنت میں ملے گا، لیکن دل کے اندر آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ کوئی مل گیا ہے۔

یہ باطل خدا جتنے زیادہ محبوب ہوں گے لَآ اِلٰهَ کی تلوار اتنی ہی گہری لگے گی اور اِلَّآ اَنْتَ کی تجلی اتنی ہی زیادہ نازل ہوگی۔ جو جتنا زیادہ عاشق مزاج ہوتا ہے اس کو اپنی خواہشات پر تلوار چلانے میں اتنی ہی زیادہ تکلیف ہوگی۔ قربانی کا جانور جتنا زیادہ موٹا ہوتا ہے چھری بھی اتنی ہی گہری چلانی پڑتی ہے۔ مرغی ذبح کرنے میں اور گائے ذبح کرنے میں فرق ہوتا ہے یا نہیں؟ مرغی ذبح کرو تو ایک انچ سے بھی کم گردن کاٹنی پڑتی ہے لیکن بہت بڑا بھینسا آگیا جس کی گردن ایک فٹ موٹی ہے اس پر چھری پھیرنے میں وقت لگے گا۔ تو یہ اِلٰهَ جتنے زیادہ دل میں گھسیں گے مثلاً کسی کے مزاج میں عشق کا مادّہ زیادہ ہے تو اس کی اِلٰهَ کی تلوار بھی اتنی ہی گہری چلے گی، وہ اس تلوار کو دل کی گہرائی تک لے جائے گا۔

جب مجاہدہ زیادہ ہوگا تو سارا دل اللہ کے جلووں سے بھر جائے گا ان شاء اللہ۔ اسی

---

[۱۹] الانبیآء:۸۷

لیے اللہ میاں نے ہمارے مزاج میں محبت کا مادہ رکھ دیا ہے تاکہ تمہاری تلوار اوپر ہی اوپر نہ چلے، مرغی کی طرح نہ ہو کہ ذراسی دیر میں ذبح کر دیا، دل کی گہرائی تک اِلٰہَ کی تلوار چلاؤ تاکہ تمہارا سارا دل غیر اللہ سے پاک ہو کر ہمارے جلووں کے قابل ہو جائے، پھر تمہیں اپنے دل میں اَنْتَ ہی اَنْتَ نظر آئے گا۔

جب کوہِ طور پر اللہ کی تجلی نازل ہوئی تو علماء نے لکھا ہے کہ وہ اللہ کی تجلی کو برداشت نہ کر سکا اس لیے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا لیکن مولانا رومی فرماتے ہیں کہ وہ اس لیے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کہ اللہ کا نور میرے اندر تک آجائے، اگر میں سخت رہوں گا، پھٹوں گا نہیں تو اللہ کے انوار میرے اوپر ہی اوپر رہیں گے، گویا کوہِ طور اللہ کا عاشق تھا، اس نے کہا کہ میں جلدی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں تاکہ اللہ کا نور میرے ذرّہ ذرّہ میں گھس جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کے لیے اسی لیے اتنا سخت مجاہدہ رکھا ہے کہ دل کی خواہش ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے تاکہ دل کے ذرہ ذرہ میں اللہ کا نور داخل ہو جائے اسی لیے میرے دوستو میں کہتا ہوں ؎

عشق جس کا امام ہوتا ہے
اس کا اونچا مقام ہوتا ہے

ذوقِ عاشقی کی اہل اللہ کے ہاتھوں تربیت کی ضرورت

دنیا کے عاشقوں کو لوگ بُرا کہتے ہیں لیکن میں محبت والوں سے چاہے وہ دنیاوی محبت ہی میں کیوں نہ گرفتار ہوں بہت محبت کرتا ہوں کیوں کہ ان کا مزاج جو انتہائی عاشقانہ ہے وہ بہت جلد درست ہو جائے گا، بس تھوڑی سی لائن بدلنی ہے، انجن میں اسٹیم تو ہے لیکن اُلٹے جارہے ہیں، منزل کی طرف نہیں جارہے ہیں لہٰذا ان کا ذوقِ عاشقی ٹھیک کرنا ہو گا۔ اور اگر کسی کے اندر اسٹیم ہی نہیں ہے، پیٹرول ہی نہیں ہے تو کیا کریں گے؟ کبھی دھکا دیں گے کبھی پیدل چلیں گے۔ لہٰذا جن کے دلوں میں عشق کا پیٹرول ہے وہ بڑے اچھے لوگ ہیں، مولویوں کو ان سے دوستی کرنی چاہیے، صرف ان کی ڈرائیونگ صحیح کر دو کیوں کہ ماشاء اللہ ٹینکی تو پیٹرول سے

فل ہے بس راستہ صحیح دکھادو۔ اور اگر پیٹرول ہی نہیں ہے تو مولوی لاکھ اس کو راستہ دکھائے، وہ کھسک کھسک کر چلے گا۔ کیوں بھئی کیا کار دھکا دینے سے چلتی ہے؟ ایک فرلانگ جائے گی پھر رُک جائے گی۔ لٰہذا دوستو! یہ عشق و محبت کا مادہ بہت بڑی نعمت ہے لیکن کسی اللہ والے سے اس کی تربیت کرالو۔

دیکھو تجربہ کار قصائی جانور کو جلدی ذبح کرلے گا لیکن نیا آدمی جس نے کبھی ذبح نہ کیا ہو تو اس کو جانور ذبح کرنا نہیں آئے گا، وہ پہلے تو ڈرے گا اور اگر ذرا گائے نے ذرا سا چلّا بھی دیا تو فوراً چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ ایسے ہی نفس بھی چلّائے گا، جب آپ نفس کی خواہش پر لَآاِلٰہَ کی چھری چلائیں گے تو نفس بھی زور سے چلّائے گا اور آپ بھاگ جائیں گے لٰہذا آپ کسی اللہ والے سے دوستی کیجیے کیوں کہ وہ نفس کو ذبح کرنے والے پرانے قصائی ہیں، کسی پرانے قصائی کی صحبت اٹھاؤ، وہ تمہیں ذبح کرنا سکھائے گا، یعنی نفس کی خواہشات کے بکروں کو ذبح کرنا سکھائے گا ان شاء اللہ! اور دل کا دھڑکا اور خوف بھی نکل جائے گا، جب آپ دیکھیں گے کہ یہاں تو خواہشاتِ نفس کے بہت سے دنبے کٹے پڑے ہیں، کیوں کہ اس نے ساری زندگی نفس کی حرام خواہشوں پر تلوار چلانے میں گزاری ہے۔ اس پر میرا شعر ہے ؎

ہائے جس دل نے پیا خون تمنّا برسوں
اس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلماں ہوں گے

دوستو! جو لوگ اپنی حرام خواہشات کو فنا کرتے رہتے ہیں اور اللہ کے راستے میں دل پر غم اُٹھاتے رہتے ہیں ان کی جوتیاں اٹھاؤ، جب وہاں دیکھو گے کہ پہلے ہی بہت سے دنبے کٹے پڑے ہیں پھر تم بھی قربانی کرنے سے نہیں گھبراؤ گے بلکہ تمہیں ذبح کرنے کا طریقہ بھی آجائے گا۔ میرے شیخ حضرت پھولپوری فرماتے تھے ؎

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتادو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس میں نوگرفتاروں میں ہوں

نئی چڑیاں جو گرفتار ہو کر پنجرے میں آئیں ان کو پرانی چڑیوں سے پوچھنا چاہیے کہ کیسے چیختے چلّاتے اور فریاد کرتے ہیں۔

تو دوستو! لَآ اِلٰہَ میں اللہ نے اِلٰہَ اس لیے فرمایا ہے کہ جتنی زیادہ ان باطل خداؤں کی جڑ مضبوط ہوگی، لَا کی تلوار اتنے ہی گہری چلانی پڑے گی پھر تمہیں میرا اَنْتَ اتنا ہی گہرا محسوس ہوگا یعنی میری تجلیات، میرا نور تمہارے دل میں زیادہ گھسے گا۔ اسی لیے خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

نہ گھبرا کوئی دل میں گھر کر رہا ہے
مبارک کسی کی دل آزاریاں ہیں

ایذائے خلق لقائے خالق کا ذریعہ ہے

جب کسی کے دل میں کسی بھی قسم کی پریشانی آئے پڑوسی ستائیں، رشتہ دار ستائیں، دوست احباب ستائیں یا اپنے نفس کے گندے تقاضوں سے، گناہوں کے تقاضوں سے، وسوسوں سے بہت پریشان رہتا ہے، مگر اللہ اللہ بھی کرتا ہے تو فرمایا گھبراؤ مت، اللہ میاں تمہارے دل میں اپنا گھر بنا رہے ہیں۔ جب گھر بنتا ہے تو کھدائی ہوتی ہے، روڑی وغیرہ ڈالی جاتی ہے، کُٹائی ہوتی ہے، کچھ شور و غل ہوتا ہے۔ لہٰذا دل میں پریشانیوں کا شور و غل آئے تو سمجھ لو۔

بڑھ گیا ان سے تعلق اور بھی
دشمنی خلق رحمت ہوگئی

کبھی مخلوق کی دشمنی بھی رحمت بن جاتی ہے۔ لہٰذا اللہ نے بتا دیا کہ رحمت حاصل کرنے کے بعد اَنْتَ سُبْحٰنَکَ کہو، اللہ کا شکر ادا کرو۔ اگر کوئی خارستان سے نکل کر گلستان میں آجائے جہاں پھول ہی پھول ہوں تو شکر ادا کرتا ہے یا نہیں؟ تو سڑکوں پر پھرنے والی ناپاک لاشوں سے نکل کر جو بندہ اللہ تک پہنچتا ہے تو کیا اسے سُبْحٰنَکَ نہیں کہنا چاہیے؟ کہ الحمدللہ کانٹوں سے چھوٹ کر پھولوں میں آگئے، ناپاکوں سے چھوٹ کر پاک ذات کی طرف آگئے۔ یہ سُبْحٰنَکَ کا جو مقام ہے یہ تشکر کے طور پر ہے یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اللہ آپ نے ہمیں اپنی پاک ذات سے تعلق عطا فرما دیا۔ اب چوں کہ کچھ دن خارستان سے دل لگایا تھا، ناپاکوں سے دل لگایا تھا لہٰذا اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ کہہ کر اپنی اس نالائقی کا اعتراف بھی کرو کہ اللہ میرا جو زمانہ گناہوں

میں گزرا بد نگاہی کی، سینما دیکھا، گانے سنے اور اللہ اب تک جتنی حرام لذتیں درآمد کی ہیں اپنی رحمت سے ہم کو معاف کر دیجیے۔ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ہم قصوروار بندے ہیں، ہم سے غلط کام ہو گیا خصوصاً گانے سننے کا مرض بہت ہی بُرا مرض ہے۔

گانے سننا کبیرہ گناہ ہے

حدیث شریف میں آیا ہے:

اِنَّ الۡغِنَاءَ یُنۡبِتُ النِّفَاقَ فِی الۡقَلۡبِ کَمَا یُنۡبِتُ الۡمَاءُ الزَّرۡعَ[۲۰]

گانا نفاق کو ایسے اُگاتا ہے جیسے پانی کھیتی کو اُگاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی تھا نضر بن حارث جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا، وہ گانے والی لونڈیوں کو خریدتا تھا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعلان کرتے تھے کہ آج قرآنِ پاک کی یہ آیت نازل ہوئی ہے تو وہ کمبخت کہتا تھا کہ وہاں مت جاؤ، وہ تو تمہیں روزہ نماز کرائیں گے، میں یہ گانے والی خوبصورت لونڈیاں لایا ہوں، ان کا گانا سنو، یہ شراب بھی پلواتا تھا اور ان لونڈیوں کو سِکھا رکھا تھا کہ جب تمہارے پاس کوئی آئے تو اسے شراب بھی پلاؤ اور گانا بھی سناؤ۔ لہٰذا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَهۡوَ الۡحَدِیۡثِ[۲۱]

اور کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی باتوں کے خریدار بنتے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی هُوَ وَ اللهِ الۡغِنَاءُ[۲۲] کہ میں قسم اٹھاتا ہوں کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کی مراد گانا بجانا ہے۔ تو گانا بجانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن والا کام، قرآن کے دشمن والا کام تھا، افسوس! آج مسلمان بھی اس کام کو کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

---

۲۰ أخرجه البيهقي في سننه الكبرى برقم (۲۱۵۳۶)، ۱۰/۲۲۳، كتاب الشهادات

۲۱ لقمٰن: ۶

۲۲ روح المعاني: ۲۱/۶۷، لقمٰن (۶)، دار احياء التراث، بيروت

جب کوئی گانا گاتا ہے تو ایک شیطان اس کے کندھے پر بیٹھ جاتا ہے اور ایڑی رگڑ رگڑ کر اس کو جوش دلاتا ہے، وہ اور مٹک مٹک کر، سر ہلا ہلا کر گاتا ہے۔ مگر اس کو یہ خبر نہیں کہ شیطان مجھے رگڑ رہا ہے، مجھے جو جوش آرہا ہے تو شیطان میرے سینے سے اپنی ایڑی رگڑ رہا ہے، میرے سینے میں تان لگا رہا ہے، جب شیطان تان لگاتا ہے تو یہ اور زیادہ اُچھلتا ہے۔

اجتنابِ معصیت کی تہجد پر فضیلت

جن کو خدائے تعالیٰ نے گانے بجانے سے بچنے کی توفیق دی انہیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے، جس گندگی سے اللہ چھڑا دے اس پر شکر ادا کرو، ایک گناہ سے جب چھوٹ جاؤ تو اتنا شکر ادا کرو کہ ایک لاکھ تہجد پر اتنا شکر واجب نہیں جتنا ایک گناہ چھوڑنے پر شکر واجب ہے کیوں کہ تہجد انعامی نمبر ہے اور گناہ چھوڑنے پر دوزخ کی آگ سے بچنے کی امید ہے جو پاس ہونے والا نمبر ہے، اور پاس ہونے والا نمبر مقدم ہے انعام لینے والے نمبر سے۔ تہجد تو تمہیں انعام دلائے گی اور گناہ تمہیں دوزخ کی آگ میں جلائے گا۔ تو پاس ہونے والا نمبر زیادہ ضروری ہوا یا نہیں؟ اس لیے دوستو اس کی کوشش کرو کہ گناہ نہ کرو۔ ہمارے بزرگوں نے ہمیں یہی سکھایا ہے کہ اللہ والوں سے اللہ کی محبت تو سیکھو لیکن ان سے گناہ چھوڑنے کی تدبیر بھی پوچھو۔

اگر تم مرغی کا سوپ پی رہے ہو کہ میں پہلوان ہو جاؤں لیکن چھپ چھپ کر زہر بھی کھاتے ہو تو طاقت ور بنو گے یا مزید کمزور ہو جاؤ گے؟ جو لوگ ذکر اللہ کرتے ہوئے بھی نافرمانی میں مبتلا رہیں گے وہ اللہ کے قرب کی بہار نہیں پائیں گے کیوں کہ ایمان کے درخت کو اللہ کے قرب کا، اللہ کے ذکر کا پانی تو دیا لیکن وہیں آگ بھی لگا دی۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک درخت کو آپ نے پانی دیا، کھاد دی تو درخت کے پتے ہرے ہو گئے، لیکن وہیں آپ نے سارے گھر کا کوڑا بھی جلا دیا، اب جو درخت کے پاس آگ لگی تو آگ سے جھلس کر پتوں کا ہرا پن باقی رہے گا یا وہ مرجھا جائیں گے؟ یہی حال ہمارا ہے کہ ہم بزرگوں کے پاس بھی جاتے ہیں، رات کو اللہ اللہ بھی کرتے ہیں، تلاوت بھی کرتے ہیں لیکن جہاں نامحرم عورت نظر آئی تانک جھانک کر لی یا جھوٹ بول دیا، ماں باپ کو ستا لیا، گھروں میں تصویریں رکھ لیں، اللہ کے نبی کی سنتوں کو اپنے ہاتھوں سے مردہ کر رہے ہیں تو کیا حال ہو گا؟ ایمان کا درخت ہرا بھرا نہیں

ہو گا۔ اس لیے دوستو! اس کی کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ہم، ہمارا گھر، ہمارے بال بچے سب کے سب پاک ہو جائیں۔

اللہ کے عاشقوں کا مقامِ عشق

میرے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصہ سنایا کہ ایک بزرگ نے کسی کو اللہ کی نافرمانی میں مبتلا دیکھا تو اتنا غم ہوا کہ جب لوٹ کر گھر آئے اور پیشاب کیا تو پیشاب میں خون آگیا۔ آج ہمارے گھروں میں اللہ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں، ٹی وی کا پروگرام ہو رہا ہے، عورتیں ناچ رہی ہیں، دیواروں پر انسانوں اور جانوروں کی تصویریں لگی ہیں، پلاسٹک کی بلی کتے کی شکلوں والے کھلونے رکھے ہیں لیکن ہمارے پیشاب میں خون تو کیا آتا ہمیں کبھی ندامت سے پسینہ بھی نہیں آتا، کبھی آنکھیں روتی بھی نہیں کہ اللہ میرے گھر سے یہ نافرمانیاں دور کر دے۔ کم از کم رونا ہی شروع کر دو، اللہ سے رونا شروع کرو، سجدے میں زور زور سے رو کہ یا اللہ! میرے گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیاں نکال دے، ہم اپنی آنکھوں سے آپ کی کوئی نافرمانی ہوتے نہ دیکھیں۔ یہ اللہ کے عاشقوں کا مقام ہے کہ کسی دوسرے کو نافرمانی کرتے دیکھ لیا، اگرچہ خود نافرمانی نہیں کی، صرف دوسرے کو گناہ کرتے ہوئے دیکھ لیا تو اتنا غم ہوا کہ ہائے میرے مولیٰ کی نافرمانی ہو گئی اور پیشاب میں خون آگیا۔

دعا کیجیے کہ اللہ ہم سب کو ایسا ہی ایمان نصیب فرمادے، اللہ اپنی رحمت سے ہم سب کو ایمانِ کامل دے دے، اپنی محبتِ کاملہ دے دے، اپنی رضائے کامل دے دے۔ جن اعمال سے خدا خوش ہوتا ہے ان اعمال کی اللہ توفیق دے دے، جن اعمال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں ان اعمال کی اللہ ہمیں توفیق دے دے اور جن اعمال سے آپ اور آپ کا نبی ناراض ہوتا ہے تو یا اللہ! ہم تیرے غضب سے اور تیرے نبی کے غضب سے پناہ چاہتے ہیں، اپنے کرم سے ان اعمال سے ہم کو بچنے کی توفیق عطا فرما، ہماری اصلاح فرمادے اور نفس و شیطان کے چنگل سے چھڑا کر اپنے جذب سے ہم سب کو کھینچ لے۔

یا اللہ! اپنی محبت کا وہ مقام ہم سب کو نصیب فرما جو آپ اپنے دوستوں کو نصیب فرماتے ہیں، چوں کہ آپ کریم ہیں اور کریم کی تعریف علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور جملہ

مفسرین نے یہ کی ہے کہ کریم وہ ہے جو بغیر استحقاق، بغیر صلاحیت اور بغیر قابلیت اپنی نعمت دیتا ہو، اے خدا! آپ کریم ہیں اور ہم نالائق ہیں، ہمارے سینے اور دل اس قابل نہیں ہیں لیکن ہم آپ کی کریم ذات کا واسطہ دیتے ہوئے آپ سے آپ کا کرم مانگتے ہیں کہ آپ ہمارے گندے دلوں کو پاک کر کے اپنی پاک محبت اس میں داخل فرمائیے اور ہمیں اپنے اولیاء اللہ والی زندگی نصیب فرمائیے۔

یا اللہ! دنیا پردیس ہے، یہاں تو چند دن رہنا ہے، اگر ہم یہاں عیش والے بن گئے مگر مرنے کے بعد قبر اور دوزخ کی زندگی خراب ہوگئی، تو ہمارا دنیا کے پردیس کا رئیس ہونا اور عیش میں رہنا سب بے کار ہے۔ اس لیے میرے مالک! ہماری پردیس کی زندگی کو بھی آرام والی، عزت والی بنادے اور اس سے زیادہ ہماری وطنِ آخرت کی زندگی کو عزت و راحت والی بنائیے، جن اعمال سے وہاں کی عزتیں ملتی ہیں ان کی توفیق دیجیے اور ہمیں نفس کی غلامی سے چھڑا کر، شیطان کی غلامی سے چھڑا کر یا اللہ! اپنی غلامی اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی غلامی نصیب فرمادیجیے، آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

❁❁❁❁

دیدۂ اشک باریدہ

لذتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدۂ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہوگئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اخترؔ

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کر و یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

> ”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل ہے، ان کی صفات بھی بے مثل ہیں۔ جس خالق نے اپنی مخلوقات میں لذت اور ذائقے کی فراوانی رکھی ہے خود ان کی ذات کس قدر حامل لذات ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ عاشقانِ خدا اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت سے ہر وقت مست رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی یہ لذت صرف عبادات اور وظیفوں سے نہیں ملتی بلکہ اس کے لیے تقویٰ اور اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا بھی لازمی امر ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ”تجلیاتِ الٰہیہ کی غیر فانی لذت“ میں اولیاء اللہ پر اللہ تعالیٰ کی اس نسبت خاصہ کا ذکر فرمایا ہے جو قلوب اولیاء کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے قرب کی مسرتوں سے مست و شاد رکھتی ہے جو اس آیت کی عملی تفسیر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرماں بردار بندوں کو حیاتِ طیبہ اور بالطف زندگی عطا فرمانے کی بشارت دی ہے۔

AW-133